QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

پشتو نولی اور فکر اقبال میں اشتراک کے پہلو

TRACING COMMONALITIES: THE IDEALS OF ALLAMA MUHAMMAD IQBAL AND THE TRADITION OF *PASHTUNWALI*

محقیقہ گل غٹئی ،
اسسٹنٹ پروفیسر ، شعبہ اردو ، جامعہ بلوچستان کوئٹہ
ڈاکٹر برکت شاہ کاکڑ ،
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ پشتو، جامعہ بلوچستان کوئٹہ
تنزیلہ ناز،
لیکچرر شعبہ اُردو، جامعہ بلوچستان کوئٹۃ

Abstract:

Allama Muhammad Iqbal has been one of the most prominent poet, scholar and Muslims revivalist of 20th century. His remarkable accounts the "reconstruction of religious thoughts in Islam" and his voluminous poetry has a vivid message for the colonized Muslim world through the discourse created by the Eurocentric colonizers. His quest to regain the declining self esteem of the Muslim of the sub-continent ignited the metaphors stemmed in the oriental tradition. He puts his hopes in the Afghans, in most of his narrations he puts the Afghans character as protogonists. The reason being the values of egalitarian spirit, courage, bravery, hospitality and selflessness of the Afghans nurtured under the tradition of Pashtunwali. This paper takes a glance over the commonality in the Pashtun's ways of living, and their unwritten constitution "Pashtunwali" and the ideals of Allam Muhammad Iqbal. The paper explores the changing patterns and value systems of Pashtunwali, particularly the brighter part of the tradition which has a counter willing power to reconstruct a society stemmed in the eastern/oriental values and principals.

Key words: *Pashtunwali*, tradition, Allama Muhammad Iqbal, Poetry, Value system

انسان نے جب اس کائنات میں زندگی کا آغاز کیا تو اپنی سہولت اور تحفظ کے لیے اس نے غور و فکر کرنا شروع کیا اور اپنے آس پاس موجود وسائل کو بروئے کار لا کر اس نے زندگی کو آسان بنا دیا۔ رفتہ رفتہ وہ اپنی خواہشات ، احساسات ، ضروریات اور خیالات کو بھی فورو فکر کے دائرے میں لے آیا ۔ نتیجتاً رنگا رنگ تصورات ، نت نئے افکار ، نئے نئے عقائد اور مذاہب ، رسم و رواج اور طور طریقے وجود میں آنے لگے اور زندگی زیادہ بامعنی ہوگئی - زندگی کے اس طرز عمل سے لوگوں کے اقدار، افکار، خیالات اور رویے واضح ہو کر سامنے آئے اور یوں مختلف اقوام کے مزاج اور ان کی طرز زندگی سے آگاہی حاصل ہوئی ۔ انسانوں کے اسی مجموعی طرز عمل کو جمیل جالبی نے کلچر کا نام دیا ہے ۔ ان کے مطابق

> " کلچر اس کل کا نام ہے جس میں مذہب و عقائد ، علوم و اخلاقیات معاملات اور معاشرت، فنون و ہنر ، رسم و رواج افعال ارادی اور قانون ، صرف اوقات اور وہ ساری عادتیں شامل ہیں جن کا انسان معاشرے کے ایک رکن کی حیثیت سے اکتساب کرتا ہے - "[۱]

کلچر ایک ایسا اکتسابی عمل ہے ۔ جس کے ذریعے انسان اپنے طرز عمل کا اظہار کرتا ہے ۔ اس طرز عمل کا اظہار معاشرے کے مختلف گروہوں اور طبقوں کے افراد میں باضابطگی سے یکساں طور پر ہوتا ہے۔ اسی کی بناء پر دو مختلف اقوام میں امتیاز قائم کیا جا سکتا ہے ؟

پشتون جنوبی ایشیا اور مشرقی ایشیا کے سنگم پر آباد قدیم ترین اقوام میں سے ایک ہے ، جنہوں نے تاریخی عمل کے نتیجے میں اپنی مخصوص جغرافیائی ساخت اور موقعیت کی بدولت مخصوص سماجی ساخت اور کلچر کو تخلیق کیا ہے ۔ایتناگرافی اور لسانیات کے جدید تحقیق کے مطابق پشتون آریائی نسل سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی زبان 'پشتو'ہند یورپی خاندان کی ایرانی آریائی شاخ سے تعلق رکھتی ہے۔پشتو اگرچہ پشتونوں کی زبان ہے لیکن 'پشتو' ان کی مکمل سماجی ساخت اور شفاہی ثقافت (اورل کلچر) کے نظام کا نام ہے، بقول جرمن پشتون شناس لٹز رزہاق

ترجمہ: " پشتو صرف پشتونوں کی زبان نہیں،بلکہ مکمل کلچر کا احاطہ کرتی ہے "[۲]

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

زبان و کلچر کے وحدت کے اس مظہر کو علم بشریات اور ثقافتی تاریخ کے محقیقین نے موضوع بحث بنایا ہے۔ اگر پشتونولی کی لفظی ترکیب کی ساخت کا مطالعہ کیا جائے تو اُس میں بھی ہمیں پشتو، پشتون اور اُن کے کلچر کی معنیات برآمد ہوتی ہوئی ملتی ہیں۔ با الفاظ دیگر پشتون کلچر کے اقداری نظام کو پشتو کہا جاتا ہے پشتو کے نامور محقق سلطان محمد صابر اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔

> ”چونکہ ثقافت یا کلچر کسی قوم کی زندگی کی تمام مرئی اورغیر مرئی کیفیات پر حاوی ہے ۔ اس لیے پشتو زبان میں سوائے " پشتو " کے اس کا کوئی بھی صحیح لغوی اور لفظی ترجمہ ممکن نہیں ۔ اگر چہ پشتو زبان میں چوچ اور دود اور باب اور ژواک چار الفاظ مختلف معنوں میں استعمال ہوتے ہیں لیکن جہاں زندگی کا ہر پہلو مقصد ہو یا متاثر ہوتا ہو تو پھر پشتو ہی ایسا لفظ ہے جو زبان بھی ہے اور کلچر بھی ، ننگ بھی ہے اور غیرت بھی شرم بھی ہے اور رواج بھی ، دین بھی ہے اور آئین بھی۔“ [۳]

پشتونولی بنیادی طور پر دیہی اور قبائلی سماج کا ”زبانی یا غیرتحریر کردہ“ آئین کا نام ہے جو انکی زندگی کے تمام اُمور کا احاطہ کرتی ہے۔ پشتونوں کی زندگی گزارنے کے مخصوص طریقہ کار کو بھی پشتو یا پشتونولی کہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ پشتو نولی وہ ضابطہ حیات ہے جس کے مطابق ایک پشتون اپنی زندگی گزارتا ہے یہی وجہ ہے کہ پشتونولی پشتونوں کی شناخت قرار دی جاتی ہے۔ پشتونولی کی بابت جرمن محقق لوٹز ریزک Lutz Rzek لکھتے ہیں۔

> "Pashtunwali is the code of conduct every Proud Pashtun follows, may he live in Afghanistan, Pakistan, or as a refugee anywhere in the world.” [۴]

> ترجمہ:”پشتونولی ایک ضابطہ حیات ہے جسے ہر پشتون چاہے وہ افغانستان میں ہو، پاکستان میں یا مہاجرت کی زندگی گزار رہا ہو، اپنی زندگی پر منطبق کرتا ہے“۔

پشتو نولی کی روایت کتنی پُرانی ہے؟ معلوم تاریخ میں اس کا سراغ لگانا مشکل ہے۔ البتہ سکندر مقدونوی کے زمانے کے مورخ اپنی یاداشتوں میں افغانوں کی سرزمین کا تذکرہ کرتے ہیں جن میں پشتونولی سے مطابقت رکھنے والی اقدار،رسومات اور روایات کی عکاسی ملتی ہیں۔ زرتشت مذہب کے چینی مبلغین اپنی یاداشتوں میں یہاں پر جرگہ، ثقافتی فنون اور سماجی ساخت میں اجتماعیت کے اُصولوں پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہیں۔

پشتونولی ایک غیر تحریری آئین ہے جو ہزاروں سال سے سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے۔ یہ غیر تحریری آئین ہر بچے کو بچپن ہی سے سکھایا جاتا ہے ۔سیکھنے کا یہ عمل ماں کی گود سے شروع ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ اس کا دائرہ کار بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسے سکھانے والے اداروں میں گھرانہ بزرگوں کی مجلس ، گلی، محلہ ، مسجد اور معاشرہ سب شامل ہیں ۔ جہاں جہاں اس پشتون بچے کا لوگوں سے تفاعل ہوتا ہے۔ ہر وہ جگہ ہر وہ موقع اسے یہ سبق سکھاتے ہیں ۔ یعنی زندگی کے ہر موڑ اور ہرقدم پر یہ نصاب سکھایا جاتا ہے۔ پشتونولی پر اگرچہ بے شمار علمی اور تحقیقی مقالے چھپے ہیں، اور کئی مستشرقین اور معاصر علمائے بشریا ت نے قلم اُٹھا یا ہے، لیکن خوشحال خان خٹک نے جس انداز سے پشتونولی کے متحمل ایک پشتون کی خصوصیات بیان کی ہیں وہ آج بھی قابل تحسین ہیں۔اپنی شہرآفاق کتاب“ دستارنامہ” میں خوشحال خان خٹک نے بیس خصلتوں کا ذکر کیا ہے جو بنیادی طور پر خودشناسی، تحصیل علم، جرائت، بہادری، ایثار، خودی و خود داری، عقل و شعور، شرم و حیا، ذکاوت اور سچائی جیسی خوبیوں کو ایک پشتون فرد کی کرداری خوبیاں بتائی گئی ہیں ۔ [۵]

پشتو نولی پشتونوں کی زندگی کا ایک متحرک اور فعال نظام ہے جو ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر پہلو کو زیر بحث لاتا ہے اور گروہی ، سیاسی، معاشی، قانونی اور عملی زندگی کے ہر گوشے کا احاطہ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پشتو نولی کے متعلق لوگوں کی آراء مختلف ہے بعض لوگ اسے پشتون زندگی اور اس کی روایات کہتے ہیں ۔ بعض اسے پشتونوں کی زندگی کا راستہ یا راہ عمل قرار دیتے ہیں۔ کوئی اسے غیرت ، ناموس، شرم اور مردوں کا سخت گیر نظام کہتا ہے اور کوئی اسے مہمان نوازی اور انتقام و بدل کا نظام کہتا ہے ۔ مغربی محقیقین الفنٹن ، ونسٹن چرچل ، آئزک بروس ، جنرل مکمون اور لیڈی فلورنٹا سیل پشتو نولی اوکو سخت روایات کا قانون سمجھتے ہیں۔ لیکن در حقیقت پشتونولی ان معاشرتی اصولوں کا نام ہے جس پر پشتونوں کی عوامی زندگی اور روایات استوار ہیں ۔ یہ اصول ان اخلاقی قوانین کا مجموعہ ہے جو پشتونوں کی کردار سازی اور ان کی شخصیت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں ۔ پشتو نو لئی فرد کو خود اپنی پہچان کرواتی ہے۔ یعنی دوسرے لفظوں میں وہ اسے خود شناسی کی صلاحیت عطا کرتی ہے ۔ جس سے وہ خود اپنے مقام ، مرتبے اورحیثیت سے واقف ہو جاتا ہے اور اپنے وجود کا اثبات کرتا ہے ۔ پشتونولی وہ موروثی اخلاقی نظام ہے جو پشتونوں کی زندگی کا راہ عمل طے کرتے ہوئے ان کی زندگی کو ضابطے اور قاعدے میں لے آتا ہے۔

"پشتون اپنی پشتو نولی " کو تمام اعلیٰ انسانی صفات اور زندگی کے بہترین اقدار کا مجموعہ خیال کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض پشتون مفکرین نے پشتو کو حقیقی اسلام کے نام سے تعبیر کیا ہے اوراسے انسانی شرافت کی کسوٹی اور تمدن کی معراج خیال کیا ہے "۔[٦]

پشتو نولی اور اسلامی تعلیمات میں بہت مشابہت ملتی ہے ۔ درویش درانی اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"دغہ ضابطہ چی د کو مواصولونو بنوونہ کویی، هغہ لہ اسلامہ سره دو مره نزدیکت لری او دا سی سمون و رسره خوری ، چی سړے سم ورتہ حیران شی اور غور ور باندی و کري ۔ نوپہ دی او پہ اسلام کی بہ څہ خاص تو پیر ور تہ بنکاره نہ شی ۔"[٧]

ترجمہ: ''یہ ضابطہ (پشتونولی)جن اُصولوں کی پاسدار ہے اس کا اسلامی تعلیمات کے ساتھ مطابقت اتنی زیادہ ہے جو انسان کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتا ہے اور اگر اس پر غور کیا جائے اِن دو ضابطوں میں کوئی خاص فرق نظر نہیں آئے گا''۔

یہی وجہ ہے کہ جب پشتونوں تک جب اسلام کا پیغام پہنچا تو انہوں نے اس کی طرف رغبت کی اور رفتہ رفتہ تمام پشتونوں نے اسے قبول کیا اور اسلام کے بنیادی عقائد اور اصولوں کو اپنی زندگی کا محور بنا لیا ۔ پشتون دنیا کی وہ واحد قوم ہے جس کی زندگی اور تمدن میں اسلام نمایاں ہے ۔ سلطان محمد صابرکی رائے میں ۔

" پشتو کے ساتھ اسلام کا تصور لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتا ہے یعنی اگر ایک شخص پشتون ہے تو وہ لازماً مسلمان بھی ہوگا اور اگر ایک پشتون خدا نخواستہ اسلام سےبرگشتہ ہو جائے تو وہ خود بخود پشتونوں سے خارج ہو گیا ۔"[٨]

پشتونولی اور اسلامی تعلیمات میں کئی مشترکات ہیں ، جن میں سے خود شناسی، خوش اخلاقی، خوش گفتاری، راست روی، سچائ ، ایمانداری حیا، عزت، باہمی احترام ، خلوص، سخاوت، مروت، مہمان نوازی عدل و انصاف ، اخوت، مساوات، عفو و کرم ، اطاعت، اللہ پر توکل ایمان کی پختگی ، استقامت، غیرت، ہمت ، جرأت، عزم ، حوصلہ، قوت، مزاحمت، حب الوطنی ، حریت پسندی ، روایات کی پاسداری ، اجتماعیت اور باہمی تعاون وغیرہ قابل ذکر ہیں ۔

لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ پشتونولی اور اسلام کے درمیان مطابقت پشتون کلچر کے اُن اجتماعی اور تخلیقی تجربات کا بھی ہے جو قبل از اسلام کے مذاہب کے ساتھ ثقافتی اتصال کے نتیجے میں پشتونولی کا حصہ بنے ۔

> The code of Pashtoonwali is strongly influenced through the spiritual disciplines, as it collects diverse spiritual principals and practices from various religions an then adopt them in accordance to the Islamic teachings" [٩]

ترجمہ: پشتونولی کا ضابطہ خطے کی روحانی روایت میں گُندھا ہوا ہے، تجزیہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں ہمیں متنوع روحانی اُصولوں اور مذہبی تعلیمات کی جھلک ملتی ہے جو حتمی طور پر اسلام کے ساتھ اپنی مطابقت بنا لیتا ہے۔

پشتونوں کے لیے پشتو نولی کا پاس رکھنا ، اپنے ناموس کی حفاظت کرنا ، بزرگوں کا احترام کرنا ، خواتین کے رتبے اور ان کی عزت کا خیال رکھنا غریبوں اور ناداروں کی ہر ممکن مدد کرنا ،مہمانوں کی عزت و تکریم کرنا ، پڑوسیوں کا خیال رکھنا اور انہیں ہر قسم کی مشکلات سے بچانا ، اپنے زور بازو پر بھروسہ کرنا .دوسروں کا احسان نہ لینا ، ہر قسم کے حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرنا، اپنے وطن کی حفاظت کر نا ، کسی کے آگے سر نہ جھکانا بلا وجہ دوسروں پر ہاتھ نہ ڈالنا ، میدان جنگ سے نہ بھاگنا ، دشمن سے بدلہ لینا ، پناہ دینا اور قوم و ملک کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینا ضروری ہے ۔ اگر غور کیا جائے تو یہی وہ درس ہے جو ہمیں اسلام دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پشتونولی اور اسلامی آئین حیات میں بے حدیکسانیت ہے ۔

پشتونولی کی روایت میں موجود ان عناصر کا عکس ہمیں فکر اقبال میں واضح طور پر ملتی ہیں۔ علامہ اقبال ایک فلسفی ، مفکر اور شاعر کے طور پر پہچانے جاتے ہیں ان کے کلام اور افکار میں بھی یہی خوبیاں جابجا ملتی ہیں کیونکہ اقبال نے اپنے فکر کی بنیاد اسلام اور قرآنی تعلیمات پر رکھی ہے ۔ اقبال دین اسلام سے گہری ، ذہنی و جذباتی وابستگی رکھتے تھے ۔ وہ اسلامی تعلیمات اور اسلامی آئین حیات کودنیا کے تمام مسائل کا واحد حل سمجھتے تھے اور اسے انسان اور انسانیت کی بقاء و فلاح کا ضامن سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی گزارنے کے لیے جو اصول انہوں نے اپنی شاعری میں وضع کیئے ہیں ۔ وہ عین اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں یہ اصول حضرت محمدﷺ کی سیرت اور قرآن پاک سے اخذ کیئے گئے ہیں ۔ اقبال سیاسی، سماجی اور عملی زندگی کے ہر پہلو کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پر کھتے ہیں ۔ فرمان فتح پوری کے مطابق

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

"اقبال کے فکر وفن کی کے اساسی ماخذ صرف دو قرار پائے ہیں ایک قرآن
دوسرا حضورﷺ کا اسوہ حسنہ ۔"ے ۱۰

اقبال کا شمار ان علماء ، ادباء اور مفکرین میں نہیں ہوتا جو اسلامی تعلیمات بیان کرتے یا اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ اقبال کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اسلامی تعلیمات کو کامل یقین کے ساتھ اپنی روح کی گہرائیوں میں اتار لیا تھا ۔ مولانا سید ابوالحسن ندوی اس بارے میں کہتے ہیں کہ

> " اقبال کی شخصیت کو بنانے ، بڑھانے اور پروان چڑھانے" میں جو تخلیقی عنصر سب سے اہم ہے وہ "ایمان ویقین" ہے جو اقبال کی طاقت وقوت اور حکمت و فراست کا منبع و سر چشمہ ہے۔ اقبال کا یقین عقیدہ و محبت کا ایسا امتزاج ہے جو اس کے قلب و وجدان اس کی عقل و فکر اس کے ارادہ تصرف اس کی دوستی و دشمنی غرض اس کی ساری زندگی پر چھایا ہوا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال اسلام اور اس کے پیغام کے بارے میں نہایت راسخ الایمان تھے اور رسول اللہ کے ساتھ ان کی محبت اور اخلاص انتہادرجے کا تھا۔" ے ۱۱

جس طرح پشتو نولی کا بنیادی محور انسان ہے بالکل اسی طرح فکر اقبال کا مرکزبھی انسان ہے جس کی فلاح و بقا کے وہ خواہاں تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال نے اپنے فکر کی بنیاد پر انسانوں کو ایک فلسفہ حیات دیا ہے۔ جس کی بدولت وہ اپنے اصل منصب تک پہنچ سکتے ہیں ۔ یہ کائنات انسان کے لیے تخلیق ہوئی ہے اور وہی اس کا وارث ہے اس کائنات کو تسخیر کرنے کے لیے اقبال نے انسان کو اس نظام سے روشناس کروایا جو اسے اس کے اصل جوہر سے آشنا کرتا ہے۔ انسان کا اصل جو ہر ایمان و یقین ہے۔جو اسے وہ قوت اور توانائی عطا کرتا ہے جس کی شدت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ۔

اقبال اپنی بصیرت سے مسلمانوں کو یہ باور کرواتے ہیں کہ اسلامی نظام حیات ایک بہترین نظام حیات ہے۔اس نظام حیات کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر قائم ہے اور نبی پاکﷺ کی زندگی اس کی بہترین مثال ہے۔ یہ وہ نظام حیات ہے جو بنی نوع انسان کی بقاء ،عروج اور فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔ بالکل اسی طرح پشتو نولی بھی انسانوں کو ایک ضابطہ حیات فراہم کرتا ہے۔ جس کی بنیاد اسلام پر قائم ہے اور جو فرد اور جماعت دونوں کی فلاح و بقا کو پیش نظر رکھتا ہے ۔اور یہ ضابطہ حیات فرد کی کردار سازی اور اس کی شخصیت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرنے والے عناصر کو زیر بحث لاتا ہے اور انسان کو اپنے وجود کا شعور و ادراک دیتے ہوئے اسے خود آگاہی بخشتا ہے جو اسے ارتقاء کی منزلوں تک لے جاتی ہے ۔ پشتونولی اور فکر اقبال اگر چہ دونوں مختلف ثقافتی پس منظر سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن ان دونوں میں مماثلت پائی جاتی ہے ۔ دونوں میں خودی ،عزت، آزادی اور اخلاقی ذمہ دایوں کے موضوعات یکساں طور پر نمایاں ہیں ۔ اقبال کے فلسفہ حیات کا محور و مرکز "خودی" ہے ، یہ خودی فارسی اور اُردو کے مروجہ معنوں میں استعمال نہیں ہوئی ۔ اقبال کے نزدیک خودی غیرت مندی، خودداری، اپنی ذات و صفات کے پاس و احساس اپنی انا کی حفاظت ، دوسروں کا سہارا لینے کے بجائے خوداپنے زور بازو پر بھروسہ کرنے اور قوت ، حرکت اور عمل کو زندگی میں شامل کرنے کا نام ہے۔ خودی کو خود کی پہچان ، شعور ذات، تعین ذات خودشناسی بھی کہا جاتا ہے۔ اقبال کے دیگر تمام فلسفے اسی بنیادی فکر کے گرد ہی گھومتے ہیں ۔ اقبال خودی کو اس قدر اہمیت دیتے ہیں گویا یہ زندگی اور وجود سے زیادہ اہم ہے اور اس کا ہونا درحقیقت زندگی ہے اور اس کا اثبات بھی در حقیقت وجود کا اثبات ہے۔

وجود کیا ہے فقط جو ہر خودی کی نمود
کر اپنی فکر کہ جو ہر ہے بے نمود ترا ے ۱۲

خودی عرفان ذات ہے جس کے لیے خود اپنی ذات کی گہرائیوں میں اترنا ضروری ہے کیونکہ خودی کا راز در حقیقت انسان کی ذات میں پوشیدہ ہے ۔انسان جب اپنی ذات کے نہاں خانوں تک رسائی حاصل کر لیتا ہے تب اس پر اپنی حقیقت کھل جاتی ہے اور وہ اپنی صلاحیتوں اور ممکنات کا ادراک حاصل کر لیتا ہے۔

خودی کیا ہے راز درون حیات
خودی کیا ہے بیداری کائنات ے ۱۳

جب انسان اپنی خودی سے آگاہ ہو جاتا ہے تو اس پر زندگی کے راز منکشف ہو جاتے ہیں۔ بقول اقبال

تری خودی سے روشن ترا حریم و جود م
حیات کیا ہے ؟ اس کا سرور و سوز و ثبات ے ۱٤

پشتو نولی کا بنیادی مقصد بھی خودشناسی ہے جسے " *وزان معرفت* " یا " د زان پیژندل" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ فرد کو خود اپنی ذات کی پہچان خود کرواتی ہے تاکہ وہ اپنی حقیقت سے آگاہ ہو اور اپنے مقام اور مرتبے

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

کا یقین کر سکے ۔ اسی لیے پشتو نولی کا اصل جوہر خودشناسی کو قرار دیا گیا ہے پشتونولی کو سمجھنے کے لیے خود اپنی ذات کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ انسان جب اپنی ذات کی تلاش کی جستجو کرتا ہے تو اس پر اپنی صلاحیتیں آشکار ہوتی ہیں۔ اور انہیں صلاحیتیوں کی بدولت وہ حیات جاوداں سے سرفراز ہو سکتا ہے ۔ اسی لیے اقبال کہتے ہیں۔

ہو اگر خود نگر و خود گر و خود گیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے ے۱۵

خودی خود شناسی سے خداشناسی تک کا سفر ہے ۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے مطابق اس فلسفے میں خوا بینی اور خود بینی لازم و ملزوم ہیں بقول اقبال ۔

ہے ذوق نمود زندگی موت
تعمیر خودی میں ہے خدائی ے۱٦
تری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود
مری نگاہ میں ثبات نہیں وجود ترا ے۱۷

پشتونولی میں بھی خودشناسی اور خدا شناسی کا تعلق بہت گہرا ہے اور دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں اسی لیے خوشحال خان خٹک اپنی شہرہ آفاق کتاب ''دستارنامہ'' میں لکھتے ہیں۔

چی د شناخت وشہ د زان
شناخت وشہ د سبحان
کہ د شناخت نشتہ د زان
شناخت د نشتہ د سبحان ے۱۸

ترجمہ: ''اگر خود سے آگہی حاصل ہو تو خُدا سے معرفت ہوجائے گی ،اگر خود سے آگہی نہ ہو تو خُدا کی معرفت نہیں ہوسکتی''۔

اقبال کی خودی کی تین ارتقائی منزلیں ہیں ۔ اطاعت ، ضبط نفس ، نیابت الٰہی ۔ان تین منزلوں کااگر بغور مشاہدہ کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ در حقیقت پہلی دو منزلیں خودی میں اعتدال پیدا کرنے کے لیے ہیں جبکہ تیسری منزل اس کی وہ اصل منزل ہے اور وہ اعلیٰ مقام ہے جہاں انسان کو معراج کمال حاصل ہوتا ہے اور جہاں پہنچ کر وہ دیگر مخلوقات سے بلند و برتر ہو جاتا ہے۔ خودی اگر ایک دائرے اور قاعدے میں رہے تو یہ خود شناسی کی منزلوں تک پہنچ جائی ہے بصورت دیگر اگر اسے آزاد چھوڑ دیا جائے تو یہ خود پرستی، خود مختاری ، خود سری جود خود غرضی اور غرور و تکبر کی منزلوں تک جا پہنچتی ہے۔ ان منزلوں پرپہنچ کریہ شیطانی قوت اختیار کر لیتی ہے اور تخریب و فساد کا باعث بنتی ہے یہاں پہنچ کر سوائے اپنی ذات کے اسےکچھ دکھائی نہیں دیتااور وہ تمام انسانوں کو ہیچ سمجھنے لگتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ خودی کو اطاعت اور ضبط نفس کے دائرے میں رکھا جاتا ہے ۔ اطاعت کے دائرے وہی ہیں جو قر آن پاک نے متعین کیے ہیں یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت، اسلامی قوانین کی پاسداری اور فرائض کی ادائیگی ۔ ضبط نفس سے مراد اپنے نفس پر قابو پانا، اپنی غرض اور خواہش کی تکمیل کے لیے دوسروں کی حق تلفی نہ کرنا ، فرمان فتح پوری اس کی بابت لکھتے ہیں۔

"انسان کے نفس میں خوف اور محبت کے دو عنصر ایسے ہیں جو اسے راہ راست سے اکثر ہٹا دیتے ہیں اس لیے ضروری ہے ۔ کہ اس پر کڑی نظر رکھی جائے اور نفس کو مغلوب ہونے سے بچایا جائے ۔ "ے۱۹

پشتونولی میں بھی شعور ذات یا تعین ذات کے لیے اطاعت اور ضبط نفس کی منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے. اللہ کی ذات پر کامل ایمان اور یقین نبی پاکﷺ کی اطاعت، ملی اور اسلامی قوانین کی پاسداری ، فرائض کی ادائیگی نفسانی خواہشات پر قابو پانا اور ایک انسان کے طور پر دوسرے انسان کا لحاظ اور ان کا خیال رکھنا اس میں شامل ہیں ۔تلاش ذات کے بعد اقبال انسان کامل کی تلاش میں سرگرداں یہ کہتے ہوئےنظر آتے ہیں ۔

در معرکہ بے سوزِ تو ذوقے نتواں یافت
اے بندہ مومن تو کجائی ؟ تو کجائی ؟ ے۲۰

اس انسان کامل کو وہ اپنے کلام میں مرد مومن مرد حق بندہ آفاقی ، بندہ مومن اور مرد خدا کے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ اقبال کا یہ انسان کامل یقین و ایمان کی دولت سے مالا مال ایسا انسان ہے جس کی زندگی کی ہر کوشش اور جدو جہد اعلیٰ اخلاقی اقدار کی پابند ہے ۔ یہ انسان اپنی خودی سے آشنا، اپنی صلاحیتوں اور ممکنات کا شعور رکھنے والا ہے ۔ سچائی اور بہادری کا علمبردار ہے. ہر قسم کے حالات ، مصائب اور حوادث کا مردانہ وار

مقابلہ کرنے والا ہے اس کا ایمان اس قدر مضبوط ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے متزلزل نہیں کر سکتی ۔ وہ عادل و منصف ہے۔ صدق و سچائی اس کا شعار ہے ۔ قوت و عمل اس کی پہچان ہے ۔ بلند پروازی، ثابت قدمی، ہمت ، جرأت اس کی شناخت ہے۔ وہ اپنوں پر مہربان اور دشمنوں پر مہر و غضب دکھانے والا ہے جھکنا ، پیچھے ہٹنا ، ہمت ہارنا اور میدان چھوڑ کر بھاگنا اس کی سرشت میں نہیں ہے۔ اقبال کا مرد مومن متضاد خصوصیات کا مجموعہ ہے اس میں جلالی و جمالی دونوں صفات پائی جاتی ہیں جو در حقیقت اللہ کی صفات کے مظاہر ہیں ۔ مرد مومن میں جہاں ایک طرف کشادہ دلی : عفو و درگزر اور حلم و بردباری ملتی ہے وہی دوسری طرف دین وحق کے بارے میں شدت، کفر و باطل کے لیے غصہ ، قہر و غضب بھی ملتا ہے۔

اس کی نفرت بھی عمیق اس کی محبت بھی عمیق
قہر اس کا ہے اللہ کے بندوں پہ شفیق ۲۱
ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن ۲۱

انیسویں اور بیسویں صدی کے زیادہ تر محققین پشتون سماج کو آزاد منش (Egalitarian) مانتے ہیں جس میں اجتماعیت کے ساتھ ساتھ ہر فرد کی جُدا گانہ حیثیت اور شناخت سماجی ڈھانچے کا بنیادی عُنصر ہے ۔ اگرچہ اس اجتماعی رویے کی وجہ سے لوگوں کی تنظیم اور وحدت میں ایک مسلسل چیلنج رہا ہے اور پشتون سماج کو قبائلیت سے ملت کے سانچے میں ڈھالنے میں مانع ثابت ہوا ہے۔ علامہ اقبال نے اس سماجی رویے کو اپنے اشعار میں حدف تنقید بھی بنایاہے اور افغانوں یا پشتونوں کو قبائلیت سے نکل کر مِلت میں ضم ہو جانے میں ان کی بقا کا راز بتایا ہے۔

لیکن جہاں فرد کی بات ہے، وہاں پشتون روایت یعنی پشتونولی کافی حد تک آج بھی دلچسپ اور فکر انگیز روایت ہے۔ اقبال جس انسان کامل کا متلاشی ہے وہ اگرچہ مثالی ہے لیکن پشتونوں کے سماجی نظام میں ہم وہی خوبیاں ملاحظہ کرسکتے ہیں جن کا تذکرہ اقبال کی شاعری میں مکرر موجودرہا ہے۔

کشادہ دلی ، خوش گفتاری ، راستی و سچائی ، ایمانداری ، خلوص ، مروت ، سخاوت ، اخوت ، عفو و کرم ، غیرت ، استقامت ، جرات ، عزم ، حوصلہ ، مزاحمت اور حریت پسندی پشتونولی کے اہم عناصر ہیں ۔ پشتو نولی کے قاعدے کے مطابق ایک پشتون کشادہ دل، مہمان نواز اور سخی ہوتا ہے ۔ اپنے گھر آئے ہوئے مہمان کی وہ خلوص دل سے میزبانی کرتا ہے ۔ اس ضمن میں اپنے پرائے کی کوئی تخصیص نہیں حتی کہ اگر اس کا دشمن بھی " اس کے گھر پناہ لینے آئے تو وہ اسے بھی اپنی کشادہ دلی کے باعث انکار نہیں کر سکتا۔ اپنے ہمسائے کی عزت جان و مال کی حفاظت کرنا اور ہر مشکل میں اس کی مدد کرنا اس کا فرض ہے ۔ پشتون بھائی چارے اور اخوت کے علمبردار ہیں وہ مساوات کو پسند کرتے ہیں۔ وہ ناداروں اور کمزوروں کی حمایت کرتے ہیں ۔ ان جمالی صفات کے علاوہ پشتونولی میں جلالی صفات بھی پائی جاتی ہیں جس کا اندازہ جنگ سے متعلق اصول و قوانین سے لگایا جا سکتا ہے. جس میں بدلہ لینا ، دشمن کے مقابل ڈٹ جانا۔ مزاحمت کرنا ، جرات و حوصلے سے دشمن پر قہر بن کر ٹوٹ پڑنا ، نہایت عزم سے مردانہ وار مصائب کا سامنا کرنا شامل ہیں ۔

پشتونولی میں فرد اور قوم کی آزادی کا خیال بہت مضبوط ہے ۔ پشتون قوم اپنی آزادی کی قیمت جانتی ہے اسی لیے وہ آزادی کے حصول کے لیے ہمیشہ بیرونی تسلط کے خلاف مزاحمت کرتی ہے ۔ اقبال بھی آزادی اور خود مختاری کے قائل ہیں ۔ اسی لیے وہ غلامی کی نفی کرتے ہیں اور آزادی کی جدوجہد کی ترغیب دیتے ہیں ۔

نتیجہ:

اگرچہ پشتونولی کی روایت ایک قبائلی سماج کی پیداوار ہے، اور اس میں بدلتے وقت کے ساتھ تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں، لیکن خطے کے دیگر روایتی معاشروں کی طرح پشتونولی کی بنیادی اقدار میں بھی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اگر بیسویں صدی کے اوائل تک ہم پشتونولی کی روایت اور اقدار کا مطالعہ کریں تو اس میں فکر اقبال کے ساتھ مطابقت کافی حد تک واضح ہے ۔ علامہ اقبال پشتونوں کی شجاعت، بہادری، اجتماعی وقار، اسلامی اقدار کے ساتھ پشتونولی کی روایات کے درمیان مطابقت کو بہت سراہتے ہیں لیکن علامہ نے پشتون قبائلیت کو تواتر کے ساتھ ایک خطرہ سمجھا اور ان کے ملت بننے میں بنیادی رکاوٹ قبائلی انا اور قبائلی شناخت کو جانا۔ تنقیدی مطالعے سے یہی پتہ چلتا ہے کہ علامہ مشرق سے طلوع ہونے والے جس آفتاب کا تذکرہ کرتے ہیں اُس میں مِلت افغان کا تذکرہ ایک مکرر حوالے کے طور پر موجود ہے۔ پشتونولی اور علامہ اقبال کی فکر میں کئی ایسے مشترک پہلو ہیں جو روایتی پشتون اقدار اور اقبال کے فلسفے کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتے ہیں ۔ دونوں میں عزت، آزادی ، خودی اور اخلاقی ذمہ داری کے موضوعات یکساں طور پر نمایاں ہیں ، لیکن پشتونولی کے احسن اقدار جب تک ملت کے سانچے میں نہیں ڈھلتے نئے افغان کے آب و گِل سے ایک تابناک گلستان نمو نہیں پاسکتا۔

حوالہ جات

۱۔جمیل جالبی ، ڈاکٹر مضمون کلچر کیا ہے ؟ ، کلچر ، مرتب اشتیاق احمد ، بیت الحکمت ،لاہور ، 2007، ۲۰۰۷ ء ، ص ۸۸

۲۔ Rzehak, L. (2011). Doing pashto. *Pashtunwali as the ideal of honourable behaviour and tribal life among the Pashtuns. March*, 2.

۳۔سلطان محمد صابر، پشتون کلچر ، ثقافت وادی بولان میں ،ص ۵۷

۴۔ Lutz Rhzek, Doing Pashto; Pashtunwali as the ideal of honorable and tribal life among Pashtun online 2.0 Wailible at Afghanistan Analysis Network, Page 1 3:0016st .accessed on June 2010

۵۔ Kakar, B. S. (2012). The popular misconceptions about Pashtunwali. *Takatoo*, *4*(7), 9-24.

٦۔محمد نواز طائر ، مترجم ،سیدصفدرعلی شاہ ، روہی ادب (تاریخ ادبیات پشتو) پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی ، ۱۹۸۷ ء، ص ۳۸

۷۔ درویش درانی، دپشتنی ژونده کرہورہ ، صحاف بک پبلی کیشنز کوئٹہ،۲۰۱۳ء ، ص ۱۵۱

۸۔ سلطان محمد صابر ، پشتون کلچر ، ص ۵۷

۹۔ Kakar, B. S.(2022) The Reflection of Pashtoonwali in the folk poetic genre "Kakarai Ghaarhi".

۱۰۔ فرمان فتح پوری ، ڈاکٹر، اقبال سب کے لیے، وقار پبلی کیشنز لاہور،۲۰۱۰ ء ، ص ۲۸۸

۱۱۔ سید ابو الحسن علی ندوی ، نقوش اقبال، مجلس نشریات اسلام، کراچی،۱۹۸۸ ء ، ص ۵۵

۱۲۔ ضرب کلیم ،طبع پا نزدھم ستمبر، ۱۹۷۰ ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز ،لاہور، ص ۲۸

۱۳۔ علامہ اقبال ، بال جبریل . طبع بیست و یکم مئی ۱۹۲٤ ء کتبہ محمود اللہ صدیقی،لاہور ص ۱۲۷

۱۴۔ ضرب کلیم ،طبع پا نزدھم ستمبر، ۱۹۷۰ ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز ،لاہور، ،ص ۱۰۴

۱۵۔ ایضا،ص ۲۵

۱۶۔ علامہ اقبال ، بال جبریل . طبع بیست و یکم مئی ۱۹۲٦ ء کتبہ محمود اللہ صدیقی،لاہور ص ۵۳

۱۷۔ ضرب کلیم ،طبع پا نزدھم ستمبر، ۱۹۷۰ ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز ،لاہور، ص ۲۸

۱۸۔ خوشحال خان خٹک ، دستار نامہ، ۱۹۹۱ ء، پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی،ص ۱۸،۱۷

۱۹۔ فرمان فتح پوری، اقبال سب کے لیے، وقار پبلی کیشنز لاہور،۲۰۱۰ ء ، ص ۷۹

۲۰۔ ضرب کلیم ،طبع پا نزدھم ستمبر، ۱۹۷۰ ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز ،لاہور،، ص ۱۷۹

۲۱۔ ایضا ص ۱۲۹

۲۲۔ ایضا ، ص ٤۱